# بیوٹی پارلر میں میک اپ کے سامان پر زکوٰۃ کا حکم

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:JTL-2188 تاریخ:26-02-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میں بیوٹی پارلر چلا رہی ہوں، اس حوالے سے میں نے مفتیان کرام سے رہنمائی لی ہے اور میرے بیوٹی پارلر میں ان کی رہنمائی کے مطابق ہی جائز انداز سے میک اپ کیا جاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بیوٹی پارلر میں میک اپ کے لیے رکھے ہوئے سامان، مثلاً: میک اپ کے آلات، کریمیں، مہنگے فیشل، وغیرہ پر زکوۃ لازم ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

## شرعی اصول

پیشہ وروں کے سامان میں زکوٰۃ لازم ہونے یا نہ ہونے کے حوالے سے شرعی اصول یہ ہے کہ پیشہ وروں کے کام میں استعمال ہونے والے آلات یا سامان تین طرح کا ہوتا ہے۔ (1) جسے باقی رکھ کر نفع اٹھایا جاتا ہے۔ (2) جسے ہلاک کرکے نفع اٹھایا جاتا ہے اور کام میں اس کا عین یا اثر باقی نہیں رہتا۔ (3) جسے ہلاک کرکے نفع اٹھایا جاتا ہے، لیکن کام میں اس کا عین یا اثر باقی رہتا ہے۔

ان میں سے پہلی دو قسموں کے سامان پر زکوٰۃ واجب نہیں، جبکہ تیسری قسم کے سامان پر زکوٰۃ واجب ہے، کیونکہ جس چیز کا عین یا اثر کام میں باقی رہتا ہے، اس میں کام کے بدلے ملنے والی اجرت کا کچھ حصہ اس عین یا اس کے اثر کے مقابلے میں بھی ہوتا ہے، گویا کام کرنے والا اپنی محنت کے ساتھ ان چیزوں

کو بھی بیچ رہا ہوتا ہے، لہذا ان چیزوں کا شمار مالِ تجارت میں سے ہو گا اور مالِ تجارت پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ البتہ جس چیز کا عین یا اثر کام میں باقی نہیں رہتا، اس میں اجرت عین یا اثر کے مقابلے میں نہیں ہوتی، بلکہ فقط محنت کے عوض ہوتی ہے، لہذا ایسی چیزوں کے مالِ تجارت نہ ہونے کی وجہ سے ان پر زکوٰۃ بھی لازم نہیں ہو گی۔

## شرعی اصول کی روشنی میں مذکورہ سوال کا جواب

**اس تفصیل کے بعد غور کیا جائے، تو بیوٹی پارلر میں میک اپ کے دوران استعمال ہونے والی اشیاء بھی تین طرح کی ہوتی ہیں، جن کی تفصیل اور حکم درج ذیل ہے:**

(1) جنہیں باقی رکھ کر نفع حاصل کیا جاتا ہے، مثلاً: میک اپ میں استعمال ہونے والے مختلف برش، تھریڈنگ اور بالوں کو ڈائی کرنے والی مشینری وغیرہ۔

(2) جنہیں ہلاک کر کے نفع اٹھایا جاتا ہے اور کام میں ان کا عین یا اثر باقی نہیں رہتا، جیسے مساج اور فِشل میں استعمال ہونے والی کریمیں، کہ وقتی طور پر فیشل / مساج کر کے انہیں اتار دیتے ہیں اور بدن پر ان کا اثر بھی باقی نہیں رہتا، کیونکہ ان کریموں کو چہرے / بدن کی میل چھڑانے اور کیل مہاسے وغیرہ ختم کرنے کے بعد اتار دیا جاتا ہے۔

ان دونوں قسموں کے سامان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی، اگرچہ اس کی مالیت بہت زیادہ ہو اور اس پر سال بھی گزر چکا ہو، کیونکہ یہ مال تجارت نہیں۔

(3) جنہیں ہلاک کر کے نفع اٹھایا جاتا ہے، لیکن کام میں ان کا عین یا اثر باقی رہتا ہے، جیسے بیس پاؤڈر، لپ اسٹک، کاجل، آئی لائنر، نیل پالش، مہندی، مصنوعی پلکیں اور ناخن وغیرہ، کہ ان کا عین یا اثر بدن پر باقی رکھ کر زینت حاصل کی جاتی ہے۔ اس قسم کے سامان پر زکوٰۃ فرض ہو گی، بشرطیکہ زکوٰۃ فرض ہونے کی تمام شرائط پائی جائیں، کیونکہ یہ اشیا مال تجارت میں سے ہیں۔

مالِ تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی

عنہ سے مروی ہے ،وہ فرماتے ہیں:"فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعد للبیع "ترجمہ: پس بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اس چیز کی بھی زکوٰۃ ادا کریں جس کو ہم تجارت کے لیے مہیا کریں۔

**(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب العروض اذا کانت للتجارۃ، ج1، ص228، مطبوعہ لاھور)**

درر اور اس کی شرح غرر میں زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں ہے:"فارغ۔۔عن الحاجۃ الاصلیۃ۔۔ فلا تجب۔۔فی دور السکنی۔۔وآلات المحترفین "ترجمہ:(زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ )نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو، پس رہائشی گھروں اور پیشہ وروں کے آلات میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

**(درر مع شرح غرر، ج1، ص172، مطبوعہ دار احیاء الکتب)**

"آلات المحترفین" کے تحت حاشیہ شرنبلالی میں ہے:"المراد بھا ما لا یستھلک عینہ فی الانتفاع کالقدوم والمبرد او ما یستھلک ولا تبقی عینہ کصابون وحرض لغسال حال علیہ الحول ویساوی نصابا ,لان الماخوذ بمقابلۃ العمل ,اما لو اشتری ما تبقی عینہ کعصفر وزعفران لصباغ ودھن وعفص لدباغ فان فیہ الزکوۃ,لان الماخوذ فیہ بمقابلۃ العین "ترجمہ: ان سے مراد ایسے آلات ہیں جن سے نفع اٹھانے میں عین ہلاک نہیں ہوتا، جیسے بڑھئی کا تیشہ اور رندا۔یا جو ہلاک ہو جاتے ہیں اور ان کا عین باقی نہیں رہتا جیسا کہ صابون اور اشنان کپڑے دھونے والے کے لئے ،ان پر سال گزر جائے اور یہ نصاب کے برابر ہوں (تب بھی زکوٰۃ لازم نہیں) کیونکہ اجرت کام کے بدلے میں ہے۔ بہر حال ایسی چیز خریدی جس کا عین باقی رہتا ہے جیسا کہ رنگریز کے لئے عصفر (ایک زرد رنگ کی بوٹی جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں) اور زعفران اور دباغت کرنے والے کے لئے تیل اور مازو (ایک قسم کی دوا جو سیال شے کو گاڑھا کر دیتی ہے)،تو ان میں زکوٰۃ ہوگی، اس لئے کہ اجرت عین کے مقابلے میں (بھی) ہے۔

**(حاشیہ شرنبلالی مع درر شرح غرر، ج1، ص173، مطبوعہ دار احیاء الکتب)**

بدائع الصنائع میں ہے:"واما الاجراء الذین یعملون للناس نحو الصباغین والقصارین والدباغین اذا اشتروا الصبغ والصابون والدھن ونحو ذلك مما يحتاج اليه في عملهم ونووا عند الشراء ان ذلك للاستعمال في عملهم ،هل يصير ذلك مال التجارة؟ روى بشر بن الوليد عن ابي يوسف ان الصباغ اذا اشترى العصفر والزعفران ليصبغ ثياب الناس فعليه فيه الزكاة، والحاصل ان هذا على وجهين: ان كان شيئا يبقى اثره في

المعمول فيه كالصبغ والزعفران والشحم الذی يدبغ به الجلد، فانه يكون مال التجارة، لا ن الا جر يكون مقابلة ذلك الاثر وذلك الاثر مال قائم، فانه من اجزاء الصبغ والشحم، لكنه لطيف، فيكون هذا تجارة، وان كان شيئا لا يبقى اثره في المعمول فيه مثل الصابون والا شنان والقلي والكبريت ، فلا يكون مال التجارة، لا ن عينها تتلف ولم ينتقل اثرها الى الثوب المغسول، حتى يكون له حصة من العوض، بل البياض اصلي للثوب يظهر عند زوال الدرن، فما ياخذ من العوض يكون بدل عمله، لا بدل هذه الآلات ، فلم يكن مال التجارة" **ترجمہ:** بہر حال کاریگر جو لوگوں کے کام کرتے ہیں، جیسے رنگریز، دھوبی اور کھالوں کی دباغت کرنے والے، جب یہ رنگ، صابون ، تیل اور ان جیسی دیگر چیزیں خریدیں کہ جن کی انہیں اپنے کام میں ضرورت پڑتی ہے اور ان چیزوں کو خریدتے وقت یہ نیت کریں کہ یہ ان کے کام میں استعمال کے لئے ہیں، تو کیا یہ مالِ تجارت ہوں گی؟ بشر بن ولید نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ بیشک رنگریز نے عصفر اور زعفران خریدا، تاکہ وہ اس سے لوگوں کے کپڑے رنگے، تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی اور حاصل یہ ہے کہ بیشک یہ مسئلہ دو صورتوں پر مشتمل ہے: ایک یہ کہ اگر وہ ایسی چیز ہو کہ کام میں اس کا اثر باقی رہے، جیسا کہ رنگ، زعفران اور وہ چربی جس سے کھالوں کی دباغت کی جاتی ہے، پس یہ مالِ تجارت ہوگا، کیونکہ یہاں اجرت اس اثر کے مقابلے میں (بھی) ہوگی اور یہ اثر مال ہے جو (کپڑے اور کھال کے ساتھ) قائم ہے، کیونکہ یہ رنگ اور چربی کے اجزاء ہیں، لیکن بہت باریک ہیں، پس یہ مالِ تجارت ہوگا۔ اور اگر وہ ایسی چیز ہے کہ کام میں اس کا اثر باقی نہ رہے جیسے صابون، اشنان، قلی (ایک قسم کے کھار کا نام ہے، جو اسی نام کے ایک پودے کی راکھ سے بنایا جاتا ہے) اور گندھک، تو یہ مالِ تجارت نہیں، کیونکہ ان کا عین ہلاک ہو جائے گا اور ان کا اثر دھلے ہوئے کپڑے کی طرف منتقل نہیں ہوگا، یہاں تک کہ عوض میں سے ایک حصہ اثر کے مقابلہ میں ہو، بلکہ کپڑے کی سفیدی اصلی ہے، جو کپڑے سے میل ختم ہونے کے وقت ظاہر ہوگی، پس وہ جتنا بھی عوض لے گا وہ اس کے کام کا بدل ہوگا، نہ کہ ان آلات کا بدل، لہذا یہ مالِ تجارت بھی نہیں ہوگا۔ **(بدائع الصنائع، ج2، ص95، مطبوعہ کوئٹہ)**

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

**کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ**

**مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری**

**27 شعبان المعظم 1446ھ / 26 فروری 2025ء**



نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے